اسلام کی غربت اور ہماری ذمہ داری

ارشادات: شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

خطبہ جمعۃ المبارک ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً فطوبٰی للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی (اوکما قال علیہ السلام)

محترم بزرگو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت اسلام کا آغاز ہو رہا تھا تو اس کی حالت ایک غریب ناآشنا مسافر جیسی تھی، لوگوں کو اسلام کی باتیں عجیب لگتی تھیں۔ حضورؐ اور صحابہؓ کی کوششوں سے یہ غربت اور اجنبیت ختم ہوگئی اور اسلام عالم میں پھیل گیا۔ جس طرح کہ ایک پودا پہلے زمین سے باریک اور ناتواں سا بال نکالتا ہے، بہت کمزور، پھر بڑھتے بڑھتے وہ بال اپنے تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے، اس کی ٹہنیاں پھول اور میوہ ظاہر ہونے لگتے ہیں، اور ایک مضبوط سرسبز و شاداب درخت بن جاتا ہے۔

کزرع اخرج شطأہ فآزرہ	مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے
فاستغلظ فاستوٰی علی سوقہ	قوی مضبوط کر دیا پھر موٹی ہوگئی پھر اپنے تنا پر کھڑی
یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار	ہوگئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اللہ ان کی
(پ ۲۶ الفتح۔ رکوع ۲)	وجہ سے کفار کو غصہ دلا دے۔

حضورؐ کی دعوت | یہی حالت اسلام کی تھی، مسلمان اپنی بستیوں میں مسافروں جیسے تھے۔ حضورِ اقدسؐ اور صحابہؓ کی مکی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اپنے عزیز اور قریب ترین لوگوں کو حضورؐ کی باتیں نا آشنا معلوم ہوتی تھیں۔ مکہ کے میدان میں حضورؐ آگے آگے جا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں جس کا حاصل یہ تھا کہ اے لوگو! آؤ ایک اللہ کی طرف، اس کے عبادت گذار بن جاؤ جس نے تمہیں وجود بخشا اور تمہاری دنیوی زندگی کی بقاء اور آسائش کی تمام ضروریات اور حوائج مہیا کئے اس اللہ کی بندگی شروع کرو جس نے تمہیں عبث مہمل اور بے کار نہیں بنایا، کوئی معمولی انسان بھی بلا مقصد اور بے فائدہ کام نہیں کرتا۔ تو اللہ نے کائنات کا یہ اتنا بڑا کارخانہ جب انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ آسمان سے زمین تک سب چیزیں انسان کی نشو ونما میں مشغول ہیں جو اس کے کھانے پینے رہنے سہنے اور پہننے کے حوائج پورے کر رہے ہیں۔

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض	اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کی سب چیزیں
جمیعا و سخر لکم ما فی السموٰت	تمہاری خاطر پیدا فرمائیں اور آسمانوں اور زمین کی
وما فی الارض۔	سب چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا۔

تو کیا ایسا حکیم رب انسان کو بالکل بے کار اور بے مقصد بنا سکتا ہے۔ اگر انسان کی زندگی کا کوئی مقصد نہ ہو تو پھر تو یہ ساری کائنات بے مقصد رہ جائے گی، تو حضورؐ دعوت دے رہے تھے کہ اس ملک الملک بادشاہ کی طرف آکر اسکی تابعداری کرو جو ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک ہے، وہ جیسا چاہتا ہے اس طرح زندگی بسر کرو تمدن اور معاشرت طرز رہائش کھانا پینا نکاح شادی موت، غمی اور خوشی تجارت زراعت حکومت سیاست یہ سب کچھ اس ذات کی مرضی کے مطابق کرو۔ جس نے تمہیں نیست سے ہست کر دیا۔ قولوا لا الٰہ الا اللہ۔ اے لوگو کہہ دو کہ سوائے ایک اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ احد اور لاشریک ذات ہے جس کی عبادت کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا تھا۔

اس دعوت کا مقابلہ | حضورؐ کی یہ دعوت تھی اور یہ نعرہ تھا کہ اپنے خاندان کے لوگ پیچھے پڑ گئے اپنے چچا ابولہب پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لوگو دیکھو اسکی باتوں میں مت آنا یہ تمہیں بت پرستی سے منع کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ سب خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی پیروی کرو۔ اجعل الآلھۃ الٰھا واحدا۔ تعجب ہے کہ یہ شخص سب خداؤں کو مٹا کر اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔

تو اسلام کی باتوں سے ابتدائی دور میں لوگوں کو ایسی وحشت تھی کہ صحابہؓ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا، نہ صرف مکہ بلکہ ساری دنیا میں کافران کے پیچھے پڑ گئے اور جب چند مسلمان تنگ آکر اللہ کی بندگی کی خاطر حبشہ ہجرت کر گئے تو قریش مکہ کی ایک جماعت ان کے پیچھے حبشہ گئی اور وہاں کے بادشاہ نجاشی کو شکایت کی کہ ہمارے شہر کے چند نوجوان یہاں آگئے تمہارے ملک کو خراب کر رہے ہیں۔ نیا مذہب اور نیا دین دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، یہ نئی نئی باتیں آپ کے ملک کو بگاڑ دیں گی یہ خود سر قسم کے لوگ ہیں، انہیں ہمارے سپرد کر دو۔ بادشاہ عقلمند اور منصف مزاج شخص تھا مسلمانوں کے قائد حضرت جعفر طیارؓ کو بلا کر اصل معاملہ دریافت کرنا چاہا اور پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ حضرت جعفرؓ نے جواب میں اسلام کا خلاصہ پیش کر دیا کہ ہم ایک خشک ریگزار کے باشندے تھے ہمارا ذریعہ معاش لوٹ مار تھا۔ حشرات الارض سوسمار اور مردار اشیاء ہماری خوراک تھی ہر اچھے ڈھیلے اور پتھر کی ہم پرستش کرتے تھے۔ بت پرستی، شراب نوشی، جُوا، سود خواری اور قتل مقاتلے پر فخر کرنا ہمارا شیوہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر اور قوم میں ایک اولوالعزم نبی بھیجا جسکی ساری زندگی ہمارے سامنے رہی ہے ہم نے ان سے بڑھ کر امانت دار اور سچا انسان دوسرا نہیں دیکھا وہ الصادق الامین ہے اور وہ ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ بتوں کی بندگی چھوڑ دو مخلوق کچھ نہیں دے سکتی۔ نہ نفع نہ ضرر جس ذات کے قبضہ میں آسمان اور زمین ہیں، جس ذات نے ایک نطفہ سے انسان جیسے اشرف المخلوقات کو بنایا، جس کے قبضہ میں ہماری روح اور وجود ہے۔ معمولی سے معمولی نفع اور ضرر بھی اس کے ہاتھ میں ہے، اس سے مانگنا چاہیئے، صرف اللہ کی بندگی کرو، بت پرستی اور شرک چھوڑ دو، ہر انسان کا دوسرے پر حق ہے۔ اسے ہرگز جائز نہیں کہ کسی کے مال و دولت، تجارت، عزت و آبرو پر حملہ کر دے۔ وہ ہمیں باہمی حسن سلوک اور محبت کی تلقین کرتا ہے، اور شراب، زنا، سود سے روکتا ہے۔ حضورؐ نے ہمیں ان چیزوں کی تعلیم دی ہم اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنے لگے، تو اب یہ لوگ ہمیں اس پر چلنے سے روکتے ہیں۔ نماز روزہ اور اسلام پر عمل کرنے نہیں دیتے۔ نجاشی کو یہ معلوم ہوا کہ ان باتوں کو تو کوئی شخص خلاف عقل نہیں کہہ سکتا۔ بت پرستی زنا اور شرک سے منع کرنے میں کیا قباحت ہے۔؟ اللہ کی طرف بلانے، برادرانہ سلوک، غرباء و مساکین کی مدد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، اور انسانیت کی قدر و احترام جیسی باتوں کے سکھلانے میں کونسی برائی ہے۔؟ پھر ان صحابہؓ کے حالات اور حسن خلق کا حال بھی اس کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ تو نجاشی نے کفار مکہ کو خائب و خاسر واپس بھیج دیا۔

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے بھائیو! واقعہ یہ ہے اسلام دنیا میں خوش اخلاقی ہی سے تو پھیلا ہے۔ اسلام سلم سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی امن اور سلامتی ہے۔ ایسے شخص میں اسلام ہوگا جو امن کا مجسمہ اور سلامتی کا پتلا ہو۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں کے ضرر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک شخص زبان سے دوسروں کی برائی کرتا ہے، لوگوں کی عزت لوٹتا ہے، گالی گلوچ غیبت اس کا شیوہ ہے، ہاتھوں سے اوروں پہ ظلم کرتا ہے، وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ حضورؐ نے تو فرمایا کہ:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ۔ مومن وہ ہے کہ دنیا کی ساری مخلوق اس سے اپنی جان اور اپنے اموال کے بارہ میں مطمئن اور بے فکر ہو۔

مومن اور مسلم تو وہ ہے جو سارے عالم کے لئے امن و سلامتی کا پیغام رساں ہو۔ اللہ جل مجدہ نے ایک موقع پر ہمیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ: ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّاکم المسلمین۔ کہ تم نے بنیے تمہارے روحانی والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ــــ تو مسلم تو تب بنے گا کہ مسلم و سلامتی کا مالک ہو اور جسے اپنے روحانی دادا کے رکھے ہوئے نام کی لاج تو ہو۔

ہماری بقار کا دار و مدار حضورؐ نے ہرقل و کسریٰ کو دعوت دی کہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔ صحیح اسلام لے آؤ خداوند کریم دنیا و آخرت ہر موقع پہ تمہیں محفوظ کر دے گا۔ آج اپنے ملک کی حالت دیکھو، صحیح اسلام نہیں تو کیسی بربادی اور تباہی ہو رہی ہے۔ اس وقت پاکستان کی بقار کا دار و مدار بھی حضورؐ کے اسی ایک ارشاد پہ ہے کہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ اسلام لے آؤ تو بچ جاؤ گے۔

سلام عہد اور اقرار ہے اسی طرح جب مسلمان کسی مجلس میں جاتا ہے تو دوسروں کو السلام علیکم کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے بھائیو! میری طرف سے اس مجلس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اٹھتے وقت دوبارہ سلام کہہ دیتا ہے۔ کہ اب تمہاری ساری باتیں میرے پاس امانت رہیں گی، مخبری، جاسوسی، عیب جوئی اور بدخواہی یہاں کی چغل خوری اور غیبت نہیں کروں گا۔ یہ میری طرف سے تمہارے ساتھ عہد و اقرار ہے سلامتی کا۔

اسلام تو یہ کہتا ہے۔ مگر کیا آج ہم نے پھر اسی جاہلیت کے راستہ کو اختیار نہیں کیا جس سے حضورؐ نے ہمیں موڑ لیا تھا۔ الا ما شاء اللہ کوئی خوش قسمت مسلمان ہوگا جسے اپنے سے زیادہ دوسرے

کا مال اچھا نہ لگتا ہو۔ اکثریت کو دوسروں کے ساتھ مقدمہ بازی بحث و مباحثہ میں مغلوب کرنے مال و دولت میں نیچا دکھانے اور ہر طرح سے دوسروں کو ذلیل کرنے میں مزہ آتا ہے اور اس پر فخر ہوتا کہ آج میں نے اتنی بہادری دکھائی ——— نام سے تو شرم کرو ——— نام تو مسلم اور مومن یعنی امن سلامتی اور صلح وصلاحیت والا، مگر کام دن رات قتل و قتال اور ضرر و اضرار۔

حسن اخلاق کا اثر | تو چند صحابہؓ نے حبشہ کے بادشاہ اور وہاں کے لوگوں کو حسن اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا، اور چند افراد مسلمانوں کی ایک جماعت جاوا سماٹرا موجودہ انڈونیشیا بغرض تبلیغ گئی، وہاں تجارت اختیار کی اور ان چند چھوٹے اور معمولی تجار نے پورے ملک کو اپنے اعلیٰ اخلاق اور معاملات کی سچائی سے مسخر کر دیا، معمولی نفع پر سودا سلف بیچتے تھے۔ مقصد لوگوں کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ تھی اور اگر ایک شخص مخلوق خدا کو نفع اور اس کی بھلائی کے خیال سے تجارت کرے تاکہ لوگوں کی ضروریات پوری ہوں اور مناسب، نفع بھی ملتا رہے تو ایسی تجارت بلاشبہ عبادت ہے۔ ان چند سوداگروں کی حالت کو دیکھ کر مقامی تجار جو لوٹ کھسوٹ کے عادی تھے۔ ان کے مخالف ہو گئے، حکومت سے شکایت کی، ان کے پیچھے پڑ گئے کہ ان کو وطن سے نکال دو مگر جب عام لوگوں کو پتہ چلا جو ان کے اخلاق کے گرویدہ ہو گئے تھے تو سب ان مسلمانوں کی پشت پر کھڑے ہو گئے اور انہیں ملک بدر کرنے والوں کا مقابلہ شروع کیا اور کہا کہ ہم کو بھی جلا وطن کر دو۔ تو حکومت نے مجبور ہو کر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا اور رفتہ رفتہ ان کی سچائی اور دیانتداری کو دیکھ کر پورا ملک مسلمان ہو گیا۔ اور آج گیارہ کروڑ افراد وہاں ان چند افراد کی بدولت مسلمان ہیں۔

ایمانی جذبہ اور امت کیلئے ایک سبق | الغرض کفار مکہ کا وفد حبشہ سے غصہ کھایا ہوا شکست خوردہ واپس ہوا تو ان کا غصہ اور جذبۂ عداوت، اور بھی بڑھ گیا، سختی اور تشدد اور بھی بڑھا دیا۔ حضورؐ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے انہیں ترغیب ترہیب کے ذریعہ اپنے بھتیجے کو روکنے کی کوشش کی مال و دولت اور حکومت، اعلیٰ سے اعلیٰ رشتہ کرانے کی لالچ دی، مگر حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو عارضی اور فانی دنیا اور زمین کی چیزیں ہیں اگر آسمان کی چیزوں چاند اور سورج بھی میرے ہاتھوں میں رکھ دو تب بھی جب تک جان میں جان ہے اللہ کے دین اور اس کے احکام کو پیش کرتا رہوں گا۔ تو حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے ایک سبق دیا اور وہ جذبۂ ایمان دکھلا دیا جس کے تحت امت کامیاب اور اسلام کی اجنبیت اور غربت ختم ہو جاتی ہے اگر مسلمان حکومت دولت اور دنیاوی لالچ اور خواہشات نفسانی میں آکر بک گئے۔ عیاشی اور فحاشی کے رنگ میں رنگ گئے، تو نتیجہ ذلت، ادبار اور

بربادی ہوگا، دنیا اسلام کی سچائیوں سے نامانوس ہی رہ جائے گی کہ جو قوم عیاشی اور دولت اور حکومت و سلطنت کی حرص میں اگر اسلام اور ایمان چھوڑ سکتی ہو وہ قوم ایمان اور اسلام کی خدمت ہرگز نہیں کر سکتی۔ اسلام کے ساتھ تو پورا عہد کرلو کہ میں نے اپنی جان، اولاد اپنا وطن اور سلطنت سب کچھ اللہ پہ بیچ دیا ہے ۔۔۔ تب بات بنے گی۔

صحابہ کرامؓ کی قربانیوں سے اسلام کی غربت ختم ہوئی صحابہ کرامؓ ایمان پر جم گئے، لوگوں کے طعنوں، ہنسی مذاق اور سارے ماحول کی مخالفت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس طیب طاہر پاک اور صاف مخلصین کی جماعت کے ذریعہ اسلام کی ساری غربت اسکی عزت اور الفت میں بدل دی اور اسلام کو انڈونیشیا اور اندلس تک پہنچا دیا وہ لوگ بے سرو سامان تھے مگر صحیح جذبہ مضبوط عزم اور سچے ایمان والے تھے کہ دنیا کچھ بھی کہے دولت سلطنت اور حکومت ملے یا نہ ملے دین کی اشاعت اور اس کے فروغ سے دستبردار نہیں ہونا چاہیئے۔ اس جذبہ اور استقامت کی بدولت اسلام دنیا میں پھیل گیا۔

غربت اسلام کی پیشنگوئی اور اس کا علاج تو حضورؐ نے پیشنگوئی فرمائی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دین پھر بالکل نامانوس ہو جائے گا، مسافر اور اجنبی کی طرح اسلام اور اسلامی شعائر سے ہنسی کی جائے گی جیسا کہ آج کہا جا رہا ہے کہ یہ کیا ملا نے ہیں زمانہ کی حالت آج پھر اس پردیسی مسافر جیسی ہوگئی ہے کہ اس کا ٹھکانہ ہو نہ بوریا بستر نہ گھر نہ سامان نہ کھانے پینے کا انتظام۔ ہر شخص اسے اجنبی نظروں سے دیکھتا ہے اور اس سے گریز کرتا ہے۔ ایسے وقت میں حضورؐ نے بشارت دی ہے ان لوگوں کو جو اسلام کو اپنائے ہوئے ہیں، اور لوگوں میں اجنبی اور نامانوس ہیں، رسول اللہ نے انہیں غرباء کہا اور فرمایا کہ خوشی اور کامیابی ہے ان لوگوں کو۔

الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی۔ جو لوگ ان چیزوں کی اصلاح کی جدوجہد میں لگے ہیں جنہیں میرے بعد لوگوں نے ضائع اور فاسد کر دیا۔ اسلام کی غربت کے دور میں اس کا علاج بھی بتلایا کہ جیسے اسلام کے ابتدائی دور میں اصلاح اور تبلیغ اور امر بالمعروف کی کوششوں نے اسلام کو مانوس بنا دیا، اب بھی وہی نسخہ ہوگا، کہ لوگ خرابی کی اصلاح میں لگ جائیں، حالات اور زمانہ کو نہ دیکھیں اگر ایسے وقت میں کسی نے اسلام کے لئے کچھ کیا تو غیبی مدد اسکی شامل حال ہوگی۔ دیکھیئے صحابہ کرامؓ کے ساتھ خدا کی مدد کیسے شریک رہی۔ قیصر روم نے حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کے ارادہ سے ایک شخص کو بھیجا۔ وہ آکر تاک میں لگا رہا۔ ایک دن حضرت عمرؓ کو جنگل میں ایک درخت

کے نیچے لیٹا ہوا پایا، تو درخت سے اتر کر حضرت عمرؓ کو قتل کرنا چاہا۔ درخت سے اترا تو ایک شیر کو حضرت عمرؓ کی حفاظت کرتے اور ان کے قدم چاٹتے پایا اور ڈر کر بے ہوش ہوگیا، جب ہوش آیا اور حضرت عمرؓ نے اس سے یہاں آنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں تو اس بُرے ارادہ سے آیا تھا، مگر شیر کو آپ کی حفاظت کرتے دیکھا، یہ شیر کیسے آپ کے مسخر ہیں۔؟ آج تو اہل وعیال اور اپنے بیوی بچے بھی بیزار اور متنفر ہوتے ہیں۔ یہ حیوانات اور درندے کیسے مسخر ہوگئے۔؟ حضرت عمرؓ نے ابھی جواب نہیں دیا کہ غیب سے آواز آگئی کہ "اے عمر! تو دین کی خدمت کر تارہ دنیا کی ہر چیز تیری تابعدار اور خادم ہوگی"

ایک حالت یہ تھی اور ایک اب ہے کہ ہمارے مال و دولت اور ہماری حکومتوں اور ہمارے ذہن و دماغ پر یہود اور عیسائی مسلط ہیں جو ذلیل سے ذلیل اقوام ہیں وہ ہم پر سوار ہیں۔ حالانکہ اسی کروڑ ہماری تعداد ہے، اللہ نے دس بارہ سلطنتیں دیں فوج اور دولت دی، زمین دی مگر ذلت کیوں ہے۔؟ اس لئے کہ اپنے مقصد بعثت کو چھوڑ دیا، زمین پر جو فساد اور بربادی پھیل گئی ہے اسے روکنے اور اسکی اصلاح کرنے کی بجائے خود بھی اسی کو اختیار کیا۔ اصلاح ما افسد الناس چھوڑ دی تو خدا نے دھتکار دیا۔

بچاؤ کی صورت خدا سے ربط فوج اور طاقت سے بچاؤ نہیں خدا سے بوجی وقوم ہو ربط ہو تب بچاؤ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے افلاطون سے پوچھا کہ خدا تیر انداز ہو اور آسمان کمان اور تیروں کی بجائے آفات و بلیات کی بارش ہونے لگے تو بچاؤ کی صورت کیا ہوگی حضرت موسیٰ نبی تھے، فوراً جواب دیا کہ تیر انداز کے پہلو اور دامن میں آجاؤ تب بچ سکو گے ـــ حالات اگرچہ بہت ناساز ہوں اور اصلاح کی قوت نہ ہو پھر بھی نہیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ قدم اٹھاؤ اور کچھ تو حرکت کرو، آگے امداد کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کو زلیخا نے سات کمروں میں قفل لگوا کر گناہ کی دعوت دی، بچ کر بھاگنا ناممکن تھا۔ مگر حضرت یوسفؑ نے ہمت کے دروازے تک دوڑ کے قفل کو ہاتھ لگایا کہ یہی کچھ بس میں تھا۔ تو خدا کی مدد شامل حال ہوئی قفل خود بخود کھلتے گئے، اسی طرح اگرچہ آج بھی نفس، شیطان، ماحول، یورپ کی تہذیب اور ملحدین نے بڑے بڑے حصار اور قلعے ہمارے گرد و پیش لگا دئے ہیں، اور شور و غوغا ہے کہ اسلام کیا ہے۔؟ اس زمانہ میں اسلام اسلام کے نعروں سے کیا بنتا ہے۔؟ لیکن ہمارا کام ہے جدوجہد اور قربانی ہمت اور استقامت کے ساتھ اسلام کی خدمت اور فساد کی اصلاح کرنا۔ آگے کام اللہ کا ہے، البتہ ہماری آزمائش ہورہی ہے۔ یہ چاند

اور سورج جیسے خدا کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کی روشنی کو بھی خداوند کریم محفوظ رکھے گا، البتہ ہمارا حال آن اسرائیلیوں جیسا نہیں ہونا چاہیئے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ :

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ تو اور تیرا رب جا کر لڑائی کرے ہم تو یہیں بیٹھتے ہیں۔

اگر ایسا ہوا تو سب غرق اور برباد ہو جائیں گے بلکہ ہماری بات تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جیسی ہونی چاہیئے جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ اگر آپ کہیں تو سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر حکم ہو کہ برک الغماد تک جائیں تو وہاں تک جائیں گے۔

ایمان کی حقیقت | نہ تو اس کی حکمت پوچھیں گے اور نہ وجہ کہ جب آپ کو پیغمبر مان لیا تو وجہ پوچھنے کی ضرورت کیا، نبی جو کہتا ہے وہی حق ہوتا ہے اور ایمان کا معنی یہی ہے کہ نبی پر اعتماد کر کے اسکی ہر بات کو حق سمجھا جائے دماغ میں آئے یا نہ آئے اسی کی نبوت پر بھروسہ اور اسی پر ایمان ہو کہ جو بھی اس کا ارشاد ہے اسی میں بھلائی اور کامیابی ہے۔ اس سے بڑھ کر نسخۂ شفاء ہمارے لئے کوئی نہیں، کیونکہ جس اللہ نے ہمیں پیدا کیا اس نے زندگی کے طور طریقے اور کامیابی کا نسخہ بھی بتلانا تھا۔ دیکھو یورپ سے جو دوائی آتی ہے تو ہر دوائی کے لیبل پر ترکیب استعمال اور سارا فارمولا لکھا ہوتا ہے جو بھی مشین آتی ہے تو اس کے ساتھ اس کے چلانے کا ہدایت نامہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے ایسے طریقوں سے چلے گا ورنہ ضائع ہو جائے گا۔ ہماری روح عالم بالا سے آئی ہے جسم اسکی مشین ہے، تو جو خدا جسم اور روح کا خالق ہے اس نے اس کے استعمال کا نسخہ اور ہدایت نامہ بھی پیغمبر کے ذریعہ بھیج دیا ہے اگر ہم نے ذرا بھی اصلاح کی کوشش کی اپنی زندگی کو اللہ کی مرضی پر ڈال دیا اور خدا کی مدد اور وعدۂ حفاظت دین پر بھروسہ کر کے فساد کی اصلاح میں لگ گئے، تو دین و دنیا کی سرخروئی حاصل ہو جائے گی، نہ مارشل لاء ہو گی نہ ایک دوسرے کی پکڑ دھکڑ، نہ چوری اور ڈاکہ زنی ہو گی حکومت عوام کی خادم ہو گی اور عوام حکومت کے وفادار ہوں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور ملک میں شہد اور دودھ کی نہریں بھی جاری ہو گئیں تب بھی تماشا دیکھ لو گے کہ تھوڑے عرصہ بعد کیا حشر ہوتا ہے اگر اسلام نہ آیا تو یاد رکھو بابا ہم کتوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹ دو گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس ملک کو فتنوں سے بچا دے اور ہم سب کو اسلام پر جمع فرما کر باہمی شیر و شکر بنا دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔